AL-IDAH
Bi-Annual Research Journal
Published by
Shaykh Zayed Islamic Centre
University of Peshawar
الایضاح
www.al-idah.szic.pk
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
JAN - JUNE 2019
VOL 37 : ISSUE 1

سوشل میڈیا کا استعمال اخلاقیات اور شریعت کے نکتہ نظر سے: ایک تفصیلی جائزہ

A Detailed Analysis of the Use of Social Media in the Perspective Of Morality and Islamic Sharia

Dr. Syed Naeem Badshah
Chairman, Department of Islamic Studies, Agriculture University Peshawar
Dr. Aziz ud Din
Assistant Professor, S.Z.I.C University of Peshawar

Abstract:

Throughout the history humanity has witnessed many ups and downs. There might have been many eras of moral lawlessness in which humanity might have suffered from lack of moral character, civilization, lack of social norms and values and many such things. But in the present era social media has emerged as a very sharp sword which has destroyed social values, norms and morality. It has proven destructive to a unprecedented level. Sometimes people share news about a person without conformation and on other times people destroy human shapes and give them resemblance with animal shapes and then share them on social media by way of comparison between human and animals. Insulting political opponents, playing with honor and dignity of others, humiliating others have become a game to play for people on social media. Many users of the social media think that there is no respect for others at all so they don't hesitate from humiliating people. For them the only act worth doing is to protect the so called respect of the leader they follow and love. They are ready to cross any limit for this. While doing all this they forget anything and everything about civility, morality, and social values etc. someone has quite rightly said that good character is proof of good blood. While using social media one is in fact representing one's family and blood.

According to statistics 58% of the whole population of our country consists of young people the majority of

Scan for Download

cc BY

which is so much attached and engrossed with the use of social media that they are oblivious of what is going around them. The spell of social media has bound people in the galleries of hospitals, pathways, passengers, and in educational institutes. So much so that even in homes, social media has preoccupied people to an extent that they damn care for the people living in the same home with them. There is value for a friend on social media but there is no value for a person sitting very next to them. A young man is busy and engaged with a so called sister on social media but his real sister is seen tantalized for his care and affection. In the university students miss out lectures of teacher but want to learn things from google and social media. This is the dilemma of the current age. The use of social media has taken people far away from the people sitting and living very close to them. Now the young generation has options i.e. positive or negative use of social media.

Your face book account, your profile is reflective of your personality. Any visitor, while visiting your profile and account will have your whole personality open up to him. Difference of opinion is permitted and appreciable thing but it should be done within limits. The current research paper is an attempt to cover up all these things and to see the Islamic teachings about the use of social media. How to open an account on social media, how to share pictures on it either self or that of others, sending friend requests and accepting them? These and other related issues will be discussed in the present paper in the light of Islam.

Keywords: Social Media, Morality, Islamic Sharia, Humanity

Received: Jan 05, 2019	Accepted: May 25, 2019	Published: June 30, 2019

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ جہاں انسان کی زندگی میں اچھائیاں جگہ لے رہی ہیں وہاں برائیوں نے بھی اپنی جگہ بنائی ہے۔ انحطاط اور اخلاقی گراوٹ کے بہت سے زمانے گزرے ہوں گے، جس میں انسانیت کا ہر پہلو عروج و تنزولی کا شکار ہوا ہوگا، لیکن دور حاضر میں سوشل میڈیا کے سلبی پہلو نے جس انداز میں اقدار کو پامال کیا ہے شاید انسانیت اس سے پہلے ایسے دور سے نہیں گزری ہوگی۔ سوشل میڈیا پر انسانی شکلوں کی بگاڑ، مخالفین پر طنز و تشنیع، عزتوں کی پامالی اور بلا تحقیق باتوں

کی تشہیر، نامحرموں کے ساتھ بلا ضرورت گفت و شنید اور دوستی ایسے مسائل ہیں جن کا علاج موجودہ دور کے محققین کے پاس اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

ملک میں زیادہ آبادی نوجوانوں کی ہے جن میں اکثریت سوشل میڈیا کے استعمال میں ایسی مگن ہے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہے۔ اپنوں سے دوری بے گانوں سے یاری، سوشل میڈیا کی کرشمہ سازی ہے۔

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ اور اسلام نا محرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط، میل ملاپ اور بات چیت کی ممانعت کرتا ہے، سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر روزانہ لاکھوں مرد اور عورتیں باہمی روابط کو بڑھاتے ہیں۔ غیر اخلاقی اور فحش مواد نوجوان طبقے کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ نوجوان طبقہ کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتا ہے لیکن ہم اپنے ہاتھوں اپنا مستقبل اندھے قاتل کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کر رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نوجوان اپنے آباء سے باغی اور سماجی قدروں کو روند رہے ہیں جو مناسب تربیت کی متقاضی ہے، سوشل میڈیا کا استعمال کیجیے اور ضرور کیجیے، لیکن تہذیب اخلاق اور اسلامی دائرہ کار میں رہتے ہوئے۔

سوشل میڈیا یعنی فیس بک، ٹیوٹر، اسکائپ، وائبر، انسٹا گرام، یوٹیوب، میسنجرز آج ہر چھوٹا بڑا، بزرگ اور خواتین سب ہی یکساں استعمال کر رہے ہیں۔ سوشل میڈیا نے ایک قلیل عرصے میں اپنی حیثیت منوائی ہے۔ پیغام رسانی کا سب سے تیز اور آسان ترین آلہ ہے۔ اور اس کے استعمال میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سوشل میڈیا الیکٹرونک پرنٹ میڈیا سے بھی زیادہ طاقت ور اور موثر ثابت ہوا ہے۔

فیس بک پر اپنا اکاؤنٹ بنانا:

فی نفسہ فیس بک پہ اکاؤنٹ بنانا جائز ہے اور اس میں وہی تفصیل ہے کہ اگر تبلیغ کے لئے بنائے تو نہ صرف جائز بلکہ باعث ثواب ہوگا اور صرف دنیاوی معلومات کے لئے تو جائز ہوگا۔ جبکہ اگر گناہ کے امور کے لئے ہو تو ناجائز ہوگا۔[1]

اکاؤنٹ کو کسی اور کی طرف منسوب کرنا:

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بسا اوقات لوگ کسی مجہول یا فرضی نام سے اپنا آئی ڈی بناتے ہیں۔ کیا ایسا عمل جائز ہوگا یا نہیں؟

اس میں مقصد اور نیت کو دیکھا جائے گا۔ اگر کسی کو دھوکہ دینا، فراڈ کرنا اور تجسّس وغیرہ مقصد نہ ہو تو جائز ہوگا ورنہ دھوکے کے زمرے میں آئے گا۔[۲] اگر ابہام پیدا کرنا مقصود ہو تب بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ احادیث میں آپ ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔[۳] البتہ اگر شناخت ممکن ہو تب قابل مذمت نہیں ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے اس کی صراحت کی ہے۔ لیکن اگر مقصود فراڈ، دھوکہ اور غلط نظریات کی ترویج ہو تو جائز نہیں۔[۴] اسی طرح اگر کسی تنظیم، ادارہ یا کسی مشہور فکر پر آئی ڈی بنائے تو ابہام نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔ لیکن پھر "About me" میں اس کی وضاحت ہونی چاہئے ورنہ غلط انتساب کا گناہ ملے گا۔[۵]

تصاویر اَپ لوڈ کرنا:

سوشل میڈیا کے سلگتے ہوئے مسائل میں سے اہم مسئلہ تصویر کا ہے ۔ کسی بھی جاندار کی تصویر کو بلاضرورت چسپاں کرنا قباحت سے خالی نہیں البتہ اس کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں دو مکتبہ فکر ہیں۔ ایک جواز اور دوسرا عدم جواز کا قائل ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تصاویر کی ابتدا مصوری و مجسمہ سازی سے ہوئی ہے جو کہ ترقی کے منازل طے کرتا ہوا، فوٹو کیمرہ اور سینما سے گذرتا ہوا اب وڈیو گرافی تک پہنچا ہے۔ تصاویر کی حقیقت جاننے کے لئے ماضی کی ارتقائی منازل کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

زمانہ قدیم میں مصوری و مجسمہ سازی ایک مقبول فن رہا ہے۔ قدیم تہذیبوں میں اس کا چلن اور اس کی باقیات ملتی ہیں۔ مجسمہ سازی کے ذریعہ انسانوں، حیوانات، نباتات وجمادات کی منظر کشی کے نمونے عام طور پر دستیاب ہیں، انسانوں اور حیوانوں کی مجسمہ سازی نے زمانہ قدیم میں خصوصی مقام حاصل کیا تھا۔ شروع میں تو ،آرٹ اور فن کے نام پر اس کا بول بالا رہا، لیکن بہت جلد اس فن نے انسانیت کو حیوانیت اور شہوانیت کی منتہیٰ تک پہنچا دیا۔ قدیم اقوام میں اس فن نے اس وقت انتہائی خوفناک رخ اختیار کیا جب قوموں نے اپنے معبودوں اور خداؤں کو تراشنا شروع کیا۔ خدا تراشنے کے فن نے آگے چل کر وہ ترقی حاصل کی کہ خداؤں اور دیوتاؤں کی پوری فوج تراش ڈالی گئی۔ بت سازی کے اس نامعقول فن نے جب اپنے اثرات ظاہر کرنا شروع کئے تو شہوانیت کا عفریت بھی جاگا اور نتیجے کے طور پر فرضی دیویوں کی تراش خراش کے سلسلے کا آغاز ہوا۔ پھر تو غضب ہی ہو گیا۔ دیوتاؤں اور دیویوں

کے جسموں کے نشیب و فراز کو نمایاں کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شرم گاہوں تک کی مجسمہ سازی کی گئی۔ حد تو یہ ہے کہ دیوی اور دیوتا کے مباشرت کے مناظر بھی تراش لئے گئے۔

فن کے ان دیوانوں نے کیوپڑ (محبت کا دیوتا) اور کام دیوی (محبت کی دیوی) کی اختراع گڑھ کر، ان کی فرضی شباہت کا انتہائی ہیجانی انداز میں بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی اور قحبہ خانوں کو عبادت گاہوں میں تبدیل کر دیا۔ یونان کی شاندار قدیم تہذیب اسی مقام پر انتہا کو پہنچی، جہاں زناکاری ایک مبارک فعل بن گیا تھا۔ دیگر قدیم اقوام کا بھی ایسا ہی حشر نظر آتا ہے۔ فنِ بت تراشی نے ہی خدا کو (غیر متشکل سے متشکل) کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان بت پرستی کا سب سے بڑا مرکز رہا ہے، جہاں لاتعداد دیوی اور دیوتاؤں کی پوجا کی جارہی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی شرم گاہوں کی بھی عبادت (لنگ پوجا) کی جارہی ہے۔ انہی خوفناک و باطل نتائج کی وجہ سے اسلام نے بت سازی کو حرام کر دیا ہے، پیغمبر آخرالزماں حضرت محمد ﷺ نے خانہ کعبہ سے ۳۶۰ بتوں کو ہٹا کر ہمیشہ کے لئے بت اور بت سازی کو حرام و باطل قرار دیا۔

ارتقاءِ فنِ مصوری:

فن مصوری کے ارتقاء پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ آرٹ و فن کے نام پر اس فن نے بھی وہی کردار ادا کیا ہے جو کہ مجسمہ سازی نے کیا ہے۔ مصوری نے نفسانیت اور شہوانیت کو نسبتاً زیادہ ہوا دی ہے۔ اوائل میں خیالی محبوبہ اور مثالی ہیروئن کو صفحۂ قرطاس پر اتارا جانے لگا، پھر اس کو نیم عریاں اور قریب العریاں کیا گیا۔ صنف نازک کے حسن و دل کشی کی وہ پذیرائی ہوئی کہ ترقی پسند خواتین نے اپنے جسموں کو بے حجاب اور بلا شرط مصوروں کے سامنے کر دیا، اور مصوروں نے جب ان کو صفحہ قرطاس پر اتار کر قدردانوں کے زیر نگاہ کر دیا تو ایک نئی تہذیب و تمدن کی بنیاد پڑ گئی۔ جہاں مساوات کے نام پر بے حیائی اور بدکاری کو ذاتی معاملہ قرار دیتے ہوئے انہیں بنیادی حقوق میں شامل کر لیا گیا۔ مصوری کی روح جب فوٹو گرافی میں حلول کر گئی تو پھر زمانہ ایسے انقلاب سے دوچار ہوا کہ شرم و حیا، عفت و عصمت اور پاک دامنی و پاک بازی جیسے الفاظ ڈکشنری کے گوشوں میں سسکتے رہے۔ عشق و محبت اور پیار کی قولی اور عملی طور پر ایسی منظر کشی ہوئی ہے کہ محبت اپنی شناخت و تشریح کی محتاج ہو گئی ہے:

سکھائے ہیں محبت کے نئے انداز مغرب نے
حیا سر پیٹتی ہے عصمتیں فریاد کرتی ہیں

مصور جس کام کو برش، رنگ اور قرطاس کے ذریعہ طویل عرصے میں کرتا آرہا تھا، ویڈیوز نے اسی کام کو چٹکی میں حل کرنے کے محاورے کو حقیقت کا جامہ پہناتے ہوئے صرف ایک "کلک" میں حل کر دیا۔ مصوری کی وہ تمام خرابیاں جو صدیوں میں بھی انتہا کو نہیں پہنچی تھیں ویڈیوز نے قلیل وقفے میں وہاں تک پہنچا دیا۔

ان تصاویر نے فوٹو گرافی، سینما اور موبائل اسکرینوں کے ذریعہ باقاعدہ انسانی دل و دماغ کو اس طرح اپنا فرماں بردار اور مطیع بنالیا ہے کہ اس سے رہائی خواب نظر آتی ہے۔

لیکن ہر شئے کا ایک جائز اور مثبت پہلو بھی ہوتا ہے۔ فوٹو گرافی کے بھی مثبت پہلو ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ضروری درجے میں شناختی کارڈ بنانا، چوروں، ڈکیتوں کی تصویروں کے ریکارڈ رکھنا، دوران جنگ تصاویر لینا نیز تعلیم و تربیت کے تحت تصاویر کا استعمال کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس کے ناجائز اور منفی پہلو اتنے زیادہ ہیں کہ شمار مشکل ہے۔ مصوری اور ویڈیوز کے متعلق علمی اور فقہی اختلافات جو کچھ بھی ہوں، نتائج کے اعتبار سے فرق نہیں ہے، دونوں ایک ہی سکہ کے دو پہلو ہیں۔ احادیث میں جاندار کی تصویر سازی سے متعلق جو تنبیہ آئی ہے، اس کا اطلاق مصوری اور ویڈیوز دونوں پر ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔[۶] اسی طرح جس گھر میں کتا اور تصویر ہو، رحمت کے فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے ہیں۔[۷] بلکہ مصوروں کے لئے یہ بھی وعید ہے کہ جاندار کی تصویر بنانے والے کو حکم ہوگا کہ اس میں جان ڈالو، جو ممکن نہ ہوگا۔[۸] ان احادیث کی روشنی میں غور کیجئے کہ تصاویر کی کیا حیثیت بنتی ہے،؟ چہ جائے کہ مستقل متحرک تصاویر کو گھنٹوں تک مسلسل دیکھنا اور تفریح کے نام پر کھلی ہوئی بے حیائی دیگر منکرات کو رواج دینا۔ حقیقت یہ ہے کہ تصاویر سے رغبت انتہائی خوفناک جسارت ہے اور کھلی ہوئی نافرمانی ہے۔

(ب) صوتی پہلو:

سوشل میڈیا کا دوسرا فنی پہلو صوت یعنی آواز ہے، جس کے تحت گفتگو، نغمہ و موسیقی، تقاریر، کمینٹری وغیرہ کی آوازیں آتی ہیں۔ ریڈیو میں صرف آواز ہوتی ہے، سوشل میڈیا میں اضافی چیز تصویر

ہے۔ ٹیلی کاسٹ ہونے والے پرو گراموں میں مرد وخواتین دونوں کی آوازیں ہوتی ہیں ۔ ریڈیو پراناؤنسر کی صرف آواز ہوتی ہے ، جب کہ سوشل میڈیا اسکرین پر اپنی آواز کے ساتھ بہ نفس نفیس موجود ہوتا ہے۔ اناؤنسر میں زیادہ تر خواتین ہوتی ہیں ، جن کے لہجے میں لوچ اور مٹھاس کے علاوہ انداز گفتگو میں اعلیٰ درجے کا بانکپن ہوتا ہے۔ انہیں خوبیوں کی بنیاد پر ان کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ سوشل میڈیا اور فلموں میں حصہ لینے والی تمام خواتین میں یہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں، بلکہ ان خصوصیات کی مقدار کی بنا پر وہ ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔یہی حال مرد فنکاروں کا ہے۔ سوشل میڈیا میں آواز وتصویر اس طور پر یکجا ہوتے ہیں کہ ان کو ایک دوسرے سے الگ کرکے جائزہ لینا مشکل امر ہے۔

سوشل میڈیا پروگراموں کے مقاصد:

آج کل سوشل میڈیا پر ٹیلی کاسٹ ہونے والے مختلف نوعیت کے پروگراموں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے چار اہم مقاصد ہیں۔

(الف)　سوشل میڈیا برائے تفریح:

(ب)　سوشل میڈیا برائے ذرائع ابلاغ

(ج)　سوشل میڈیا برائے تعلیم وتربیت و معلومات

(د)　سوشل میڈیا برائے تجارت

ان چاروں مقاصد کا فرداً فرداً جائزہ لینا ضروری ہے۔

(الف) سوشل میڈیا، برائے تفریح:

تفریح ہر زمانے میں انسانوں کی زندگی کا اہم جزر ہا ہے۔ قدیم تہذیبوں میں بھی تفریح مختلف اور حیرت انگیز انداز میں موجود نظر آتی ہے۔ قدیم یونانی اور رومن تہذیبوں میں ایک طرف تفریح کے ذرائع گھوڑ سواری، گھوڑ دوڑ، فن سپہ گری تھے تو دوسری جانب نغمہ و موسیقی ، رقص وسرود کی محفلیں اور شراب و شباب بھی تفریح کے وسائل تھے، ساتھ ساتھ فلوریڈا نام کا ایک کھیل بھی انتہائی مقبول تھا جس میں برہنہ خواتین کی دوڑ ہوا کرتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج بھی جدید تہذیب کے نام پر وہی سب کچھ ہورہا ہے جو قدیم جاہلیت اور نفس پرستی کا نتیجہ تھا۔ مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کی آڑ میں خواتین کا بے حجابانہ شمع محفل بننا، ایسے لباسوں کا استعمال جن میں زیادہ سے زیادہ

جسم و حسن کی دل کشی نمایاں ہو، سمندر کے کنارے اور سوئمنگ پول پر بر سر عام خواتین کا مردوں کے دوش بدوش (بلکہ کئی قدم آگے) انتہائی مختصر لباس میں غسل و بھاگ دوڑ، مختلف کھیلوں، فٹ بال، ٹینس، ہاکی، کبڈی، کرکٹ، تیراکی اور دوڑ کے نام پر خواتین کا تقریبا عریاں ہو کر حصہ لینا، خواتین کی ترقی پسندی کی علامت گردانی جارہی ہے۔آج کے دور نے عورتوں میں یہ مزاج بنایا کہ وہ باہر آکر مردوں کی طرح کمائیں جس کے نتیجے میں بے شمار نئے نئے مسائل پیدا ہو گئے اور ان میں ایک مسئلہ وہ ہے جسے عریانیت (pornography) کہا جاتا ہے اور سوشل میڈیا نے اس کی ترویج میں جو کردار ادا کیا ہے وہ تعارف کے محتاج نہیں ہے ۔

اس کو انسائیکلو پیڈیا بر ٹانیکا میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

PORNOGRAPHY: the representation of erotic behaviour, as in books, pictures, or films, intended to cause sexual excitement. pornographic matter has fallen under legislative prohibition in most countries in the word on at least one of the following assumptions: (1) pornography will ! end to deprave or corrupt the morals of youth, or of adults and youth: (2) consumption of such matter is a cause of sexual crimes.[9]

عریانیت سے مراد عشق و محبت کے مناظر پیش کرنا ہے، خواہ کتابوں میں یا تصویروں میں یا فلم میں جن کا مقصد جنسی جذبہ بھڑ کانا ہو۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں عریاں مواد قانونی ممانعت کا موضوع بن رہا ہے اس کی وجہ حسب ذیل دو مفروضے ہیں۔ (۱) عریاں مواد جوانوں یا نوجوانوں اور بالغوں دونوں کے اخلاق کے بگاڑنے والا ہے۔ (۲) اس طرح کی چیزوں کا استعمال جنسی جرائم پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

غرض کہ تفریح، نفس پرستی و شہوت پرستی کا دوسرا نام ہے۔ دنیا بھر میں رائج اسی نوعیت کی تمام خرافات وقبیحات کے مناظر اور افعال کو تفریح کے تحت آج سوشل میڈیا پہ ڈال دیا گیا ہے، گویا کہ دریا کو کوزہ میں بند کر لیا گیا ہے۔اور سینما دنیا بھر میں بہترین اور ارزاں تفریح کے لقب سے اپنے کرم فرماؤں کے دلوں پر حکمرانی کرتا چلا آرہا ہے۔ لیکن سوشل میڈیا کی آمد نے سینما ہال کی مرکزیت کو بھی ختم کر دیا ہے۔ جو لوگ عزت و شرافت، حرام و حلال اور ذلت کے خوف سے سینما ہال تک پہنچنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے، اب وہ بھی سوشل میڈیا کے فتنوں میں ایسے گھر چکے ہیں جن سے بچ نکلنا بہت مشکل ہے۔

جہاں تک فلموں اور ڈراموں کا تعلق ہے اس کو تو اتنی شہرت حاصل ہے کہ تعارف کی حاجت نہیں، اس میں بہت سے مرد و عورت کے کردار ہوتے ہیں جو معاشرے میں موجود مختلف حیثیتوں سے عصمت، عفت، شرافت، پاکیزگی، اخلاق، پردہ اور پاک دامنی و شرم وحیا وغیرہ جیسے الفاظ کا برسر عام کھل کر مذاق اڑایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس سلسلے میں خداوندی احکام انتہائی واضح ہیں۔

قرآن مقدس سب سے پہلے مرد وزن کے تعلقات کے سلسلے میں محرم و نامحرم کی قید لگاتا ہے، اور محرموں کی ایک مستقل فہرست جاری کرتا ہے، جن کی جانب شہوت سے نگاہ ڈالنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ نہ ان سے شادی کی جاسکتی ہے۔ ان کے علاوہ تمام عورتیں نامحرم ہیں، ان سے شادی کی جاسکتی ہے، لیکن ان میں سے جن کی شادی ہوچکی ہے وہ حرام ہیں۔

اور وہ عورتیں جو کہ شوہر والیاں ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان احکام کو تم پر فرض کردیا ہے اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں، یعنی یہ کہ تم ان کو اپنے مالوں سے چاہو اس طرح سے تم بیوی بناؤ صرف مستی ہی نکالنا نہ ہو۔[۱۰] اس سے بھی زیادہ وعید آئی ہے کہ اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بلاشبہ یہ بری بے حیائی اور بری راہ ہے۔" نکاح کے بغیر مرد وزن کے درمیان تعلقات کو زنا کہا گیا، جو بے حیائی اور گمراہی ہے۔ محرموں اور نامحرموں کے بارے میں مردوں و عورتوں کو قرآن ہدایت جاری کرتا ہے:

"آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔۔۔ مگر اپنے شوہروں پر۔۔۔"[۱۲] مسلمان عورتوں کو ضرورت کے تحت گھر سے باہر نکلنے کے آداب بیان کرتے ہوئے قرآن کا فرمان تو یوں ہے:

"اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا"۔[۱۳]

اس آیت میں مسلمان خواتین کے لئے پردہ کرنا ان کی شناخت اور شرافت قرار دیا گیا ہے:

اجنبی اور غیر محرم عورتوں کے حسن اور زینت کو دیکھ کر لطف اندوز ہونے کو آنکھوں کا زنا کہا گیا ہے۔ اس کے متعلق حدیث ہے۔

''حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غیر محرم عورتوں پر اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ نے فرمایا نظر پھیر لو۔''[۱۴]

حضرت بریدہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:۔۔۔ اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، پہلی نظر معاف ہے مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں۔''[۱۵]

نبی ﷺ نے فرمایا:۔۔۔ ''جو شخص کسی اجنبی عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے گا، قیامت کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔''[۱۶]

ان کے علاوہ احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنکھیں زنا کرتی ہیں، ان کا زنا نظر ہے، ہاتھوں کا زنا دست درازی ہے، پاؤں کا زنا، زنا کی طرف چلنا ہے اور زبان کا زنا گفتگو ہے اور دل کا زنا، زنا کی خواہش و تمنا ہے۔

مندرجہ بالا آیات واحادیث کی بنیاد پر ہر ایک مسلمان خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ سینما ہال کے پردے پر یا سوشل میڈیا کی اسکرین پر غیر محرم عورتوں کو ایک دو نظر کیا مستقل بیٹھ کر گھنٹوں گھور گھور کر دیکھنا اور لطف حاصل کرنا کس قماش کی تفریح اور کتنا فحش اور اخلاق سوز فعل ہے۔ اس کا مرتکب ہو کر مسلمان اللہ کے غیض و غضب کو دعوت دیتے ہیں اور اپنی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈلوانے کے سزاوار ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فلم دیکھتے ہوئے آدمی حقیقی زنا کا ارتکاب نہیں کرتا لیکن زنا کی دوسری تمام قسموں کا مرتکب یقیناً ہوتا ہے۔

حالانکہ ضرورتاً نامحرموں کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز ہے، مثلاً ڈاکٹر کا مریضہ کو دیکھنا، شادی کی غرض سے منسوبہ کو دیکھنا، ڈوبتی ہوئی یا جلتی ہوئی جوان عورت کو گود میں لے کر بچانا وغیرہ۔ لیکن دونوں صورتوں میں نیتوں میں بڑا فرق ہے۔

جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے وہ چھپانے کے لائق ہے اور جو کچھ ناف سے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔[۱۷] جبکہ عورتوں سے متعلق ستر کا حکم ہے۔ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہیں آنا چاہیے سوائے چہرے اور کلائی تک جوڑ ہاتھ کے۔[۱۸]

یہ حکم مردوں اور عورتوں کے لئے عام ہے۔ ستر کا یہ حصہ ایک دوسرے کے سامنے کھولنا حرام ہے بجز شوہر و بیوی کے۔

اس سلسلے میں مزید رہنمائی کی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کوئی مرد کسی مرد اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔[19]

بلکہ شریعت میاں بیوی کو مزید خبردار کرتی ہے، حالانکہ دونوں کا ستر ایک دوسرے کے لئے حلال ہے۔

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس کو چاہیے کہ ستر کا خیال رکھے، بالکل گدھے کی طرح ننگے نہ ہو جائیں۔[20]

اس کے برعکس جو ان اصول پر عمل نہیں کرتیں ایسی عورتوں کے متعلق جناب نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کو بھی ملاحظہ کیجئے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں اور دوسروں کو رجھائیں اور خود دوسروں پر رجھیں اور بختی اونٹ کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کرکے چلیں وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی بو پائیں گی۔[21]

یہ حدیث فلم اور سوشل میڈیا کے تحت ٹیلی کاسٹ ہونے والے جملہ پروگراموں میں شرکت کرنے والی تمام خواتین کے کردار کا پوسٹ مارٹم ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ بنی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی ایسی عورت کا ہاتھ چھوئے گا ، جس کے ساتھ اس کا جائز تعلق نہ ہو تو اس کی ہتھیلی پر قیامت کے روز انگارہ رکھا جائے گا۔[22]

مردوں اور عورتوں کو قرآن نے زبان اور آواز کے فتنے سے بھی خبردار کیا ہے۔ نظر کے بعد شیطان کا تیر زبان ہے۔ عموماً آواز میں حلاوت، لہجے میں بانکپن اور انداز گفتگو میں مٹھاس ان لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے جن کے دل کے چور ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اگر تمہارے دل میں خوف ہے تو دبی ہوئی زبان میں سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں (بدنیتی) کی بیماری ہو وہ تم سے امیدیں وابستہ کرئے گا، بات کرو سیدھے سادے طریقے سے کرو۔[23]

سوشل میڈیا پر پیش ہونے تمام پروگرامز کا اگر غیر جانب داری سے جائزہ لیا جائے اور آرٹ اور جدیدیت کا بھوت سوار نہ ہو تو ہر شخص یہ نیتجہ اخذ کر سکتا ہے کہ اس میں بے حیائی کا بول بالا ہے، خواہ کتنے بھی فائدے ہوں۔

سورۃ نور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گروہ میں بے حیائی کی اشاعت ہو ان کے لئے دردناک عذاب ہے دینا میں بھی اور آخرت میں بھی۔[۲۴]

انتہائی غور کرنے کا مقام ہے کہ سوشل میڈیا کے جملہ پروگرامز یقیناً کھلی ہوئی بے حیائی اور فاحشات کی اجتماعی طور پر اشاعت اور فروغ میں عملی طور پر شرکت کرتی ہے، جب کہ اس میں شامل لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں دردناک سزا تجویز کی گئی ہے۔ ان تمام حقائق سے نظریں چرا کر سوشل میڈیا کی تفریح میں مست رہنے والے اہل ایمان کے بارے میں کیا فیصلہ ہوگا؟ جبکہ قرآن کا مدعا یہ ہے۔ اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے۔[۲۵]

سوشل میڈیا کی سیریل ویڈیوز کے متعلق عام طور پر دلائل پیش کئے جاتے ہیں کہ ان کی کہانیاں سبق آموز ہوتی ہیں اور ان میں سماجی مسائل کو پیش کرکے ان کا حل دیا جاتا ہے، اچھوں کا اچھا انجام اور بروں کا برا انجام دیکھایا جاتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ان دلائل میں کوئی وزن نہیں ہے۔ اس لئے کہ برائی کو برائی سے ختم نہیں کیا جا سکتا ہے۔ چوری کی خرابی بتانے کے لئے چوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چوری کی برائی سے ہر خاص و عام واقف ہے۔ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کی خرابی سمجھانے کے لئے عملی طور پر عورتوں کو چھیڑ کر دکھانے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ان مناظر کی نمائش کا مقصد کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ فلم ساز اچھی طرح جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے اور سینما بین کیا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ریپ (زنا بالجبر) جو کہ انتہائی گھناؤنا فعل ہے، اس کی خرابی سے ہر کوئی متفق ہے، لیکن فلمی مزاج کے تحت ریپ کا منظر انتہائی مقبول عام منظر ہے اور فلمی کہانی افسانے کا ضروری حصہ ہے۔ یہ مناظر سینما بینوں کے حیوانی اور شہوانی خواہشوں کی تسکین کے لئے نکتہ عروج ہیں۔ یہی وہ منتہا ہے جو پوری فلم اپنے نتیجے کے اعتبار سے مرتب کرتی ہے۔ مسلسل ریپ کے مناظر کی منظر کشی کرکے فلم ساز ریپ کے متعلق کیا پیغام دیتا ہے؟ اخبارات ورسائل کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ریپ کی وارداتوں میں خطرناک حد تک اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ ہمارا نوجوان اس فلمی پیغام کو علمی طور پر انجام دے کر تفریح کے اعلیٰ منازل طے کر رہا ہے۔ چوری، ڈکیتی وریپ کے مجرمین کے یہ بیان بھی اخبارات کی زینت بن رہے ہیں کہ یہ افعال انہوں

نے ویڈیوز سے سیکھے ہیں۔ ہمارے کم عمر بچے اس ماحول میں بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور منکرات میں پھنس کر اپنا مستقبل برباد کر رہے ہیں۔

مختلف پرچوں واخباروں میں آج کل سوشل میڈیا مخالف مضامین نظر آنے لگے ہیں۔ ایک نئی سوشل میڈیا تہذیب کا رونا رویا جارہا ہے، بینائی پر سوشل میڈیا دیکھنے کے بری اثرات سے باخبر کیا جارہا ہے۔ اور بھی دیگر خرابیاں بیان کی جارہی ہیں، لیکن یہ آوازیں اتنی ہلکی اور پست ہیں کہ سوشل میڈیا کے دھماکہ خیز حسن و دل کشی کے سامنے نقار خانے میں طوطی کی آواز سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ سوشل میڈیا کو مثبت انداز میں بھی اپنایا جارہا ہے۔ تبلیغ دین کے لئے بھی اس کا استعمال ہو رہا ہے۔ مثلا دینی موضوع پر بنی سی ڈیز اور مختلف ویب سائٹس آج کل موجود ہیں۔ جن میں علمائے اسلام اور نصرانیوں کے علماء کے درمیان مناظروں میں اسلام کی حقانیت کو پر اثر انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں بھی کیمرہ متعدد بار شریک جلسہ خواتین کے چہرے پر مرکوز نظر آتا ہے، جو بلا ضرورت ہے۔

تاہم کچھ حضرات وہ تصاویر جو موبائلز، یا سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کی جاتی ہیں ان کے جواز کے قائل ہیں۔

جو لوگ تصویر سازی کو جائز قرار دیتے ہیں وہ قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں۔

۱۔ "بناتے ہیں اس کے لئے جو کچھ چاہتا ہے قلعے اور تصویریں اور لگن جے سے تالاب اور دیگیں چولہوں پر جمی ہوئیں"۔[۲۶]

اس آیت میں صراحت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جناب سے تصویریں بنواتے تھے، معلوم ہوا کہ تصویر سازی جائز ہے، ورنہ ایک جلیل القدر نبی یہ کیوں کرواتے؟

۲۔ دوسری دلیل: نبی علیہ السلام کی تمام احادیث کا مصداق جسم دار تصاویر (مجسمے، مورتی) ہیں، کپڑے کاغذ وغیرہ پر نقش شدہ تصویر اس بحث سے خارج ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں جہاں تصویر پر اتنی وعیدیں مذکور ہیں وہاں نقشی تصویر کو الا رقما فی الثوب (مگر جو کپڑے پر نقش ہو) کے الفاظ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔[۲۷]

۳۔ تیسری دلیل: ان تمام احادیث کی علت صحابہ کرامؓ کے قلوب سے بت پرستی کے آثار و نشانات مٹانا تھے۔ جو نئے نئے شرک سے اسلام میں آئے تھے، لہٰذا جب عقیدہ توحید ان حضرات کے رگ و پے میں رچ بس گیا اور بتوں سے انھیں طبعی نفرت پیدا ہو گئی تو اس نوع کی تمام احادیث از خود منسوخ ہو گئیں، جیسے ابتداء اسلام میں خاص خاص مقاصد کے پیش نظر کتوں کو مارنے حکم صادر کیا گیا، شراب کے مخصوص برتن توڑنے کا حکم فرمایا گیا اور قبروں پر جانے کی ممانعت کی گئی مگر رفتہ رفتہ جب یہ مقاصد پورے ہو گئے تو یہ تینوں حکم منسوخ قرار پائے۔

اس کے علاوہ بھی آجکل مختلف دارالافتاء نے فتویٰ دیا ہے کہ سوشل میڈیا کی تصاویر، دوسری تصاویر کے حکم میں نہیں ہیں بلکہ یہ "عکس" ہے اور عکس کی حرمت کا کوئی بھی مکتبہ فکر قائل نہیں لیکن یہ بات بھی ضروری ہے کہ جس کا باہر دیکھنا جائز نہیں ان کا عکس میں دیکھنا بھی جائز نہیں ہے بحر حال دونوں قسم کے مسالک کے باوجود بھی حتی الامکان تصاویر سے بچنا احوط ہے۔

دوستی کی درخواست قبول کرنا:

سوشل میڈیا پہ وقتاً فوقتاً مختلف قسم کے پیغامات آتے رہتے ہیں اور ان میں بعض دفعہ دوستی کا پیغام بھی آتا ہے۔ اس صورت حال میں اس بندے کے کوائف دیکھ فیصلہ کیا جاتا ہے اگر بظاہر اس میں کسی قسم کی غیر اخلاقی بات نہیں پائی جاتی اور شرعی لحاظ سے بھی کوئی رکاوٹ بھی نہیں مثلاً نامحرم نہیں تو اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ اگر بعد میں ایسا معلوم ہو جائے کہ بندہ درست نہیں تو ان فرینڈ کیا جانا ضروری ہوگا۔ نیز یہی تفصیل دوستی کا پیغام بھیجنے میں بھی ہے۔ کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ چیٹینگ کرنا بھی از روئے شریعت درست نہیں جیساکہ مشہور روایت ہے کہ " خبر دار کوئی کسی عورت کے پاس تنہائی میں نہ جائے کیونکہ اُنکے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے"۔[۲۸] علامہ کاسانی فرماتے ہیں:۔"چونکہ غیر محرم خاتون کیساتھ تنہائی میں ہونا فتنے کا سبب بن سکتا ہے اسلئے جائز نہیں ہے"۔[۲۹] اور یہ فتنہ سوشل نیٹ ورکس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

سوشل میڈیا پر تعلیمی یا مفید پروگرامز یا فورم میں شرکت کرنا:

سوشل میڈیا پر تعلیمی یا مفید پروگرامز یا فورم میں شرکت کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ جیساکہ روایت میں ہے:

" حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے وہ اسے جہاں پاتا ہے اس کا حقدار ہوتا ہے۔"[۳۰]

سوشل میڈیا سے جو مسائل پیدا ہوئے انہیں اسلامی تناظر میں دیکھنے کی اشد ضرورت ہے اس لئے کہ عموما لوگوں کا دھیان اس طرف نہیں جاتا کہ ان مسائل کا تعلق بھی ہمارے دین اور شریعت سے ہے۔ جبکہ در حقیقت ان سب مسائل کا مذہب سے گہرا تعلق ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حوالہ جات:

۱۔ القرآن ۵: ۲

۲۔ عبد اللہ بن محمد بن إبراهيم إبي شيبة العبسى إبو بكر ، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۲/۲۱۹، ۲۲۴۲۲۹۷ کتاب البیوع والاقضیة باب ما ذکر فی الغش، الناشر: الفاروق الحدیثة للطباعة والنشر، سنة النشر: ١٤٢٨ - ٢٠٠٨

۳۔ القزوینی، محمد بن یزید بن ماجہ إبو عبد اللہ ، سنن ابن ماجہ، کتاب الادب ۔باب الاستیذان، داراحیاء الکتب العربیة، رقم الحدیث: ٩١٩٠، ٢٠٠٩ء

۴۔ قاری علی بن سلطان محمد القاری معروف ملا علی، مرقاۃ المفا تیح شرح مشکاۃ المصابیح رقم الحدث: ۴۱۱۰، کتاب الادب۔ باب الاستئذان، دار الکتب العلمیة، بیروت ۲۰۰۱ء

۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲/۲۱۹

۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الادب ۔باب الاستیذان، دار احیاء الکتب العربیة، رقم الحدث: ۹۱۹۰، ۲۰۰۹ء۔

۷۔ صحیح البخاری، للامام ابی عبداللد اسماعیل البخاری دارالیمامة ،بیروت، ۱۹۸۷م، ۱۴۰۷ھ، ۵/۲۲۲۰، حدیث ۵۶۰۵ و مسلم ۳/۱۶۷۰، حدیث نمبر ۲۱۰۹۔

۸۔ صحیح مسلم للامام ابی الحسین مسلم بن الحجاج، المکتبۃ الاسلامیۃ، استنبول، ۱۹۵۵م، ۱۳۷۴ھ، ۳/۱۶۶۵، حدیث نمبر ۲۱۰۶

۹۔ The Encyclopedia Britannica, 8/127

۱۰۔ القرآن ۴: ۲۴

۱۱۔ القرآن ۱۷: ۳۲

۱۲۔ القرآن ۲۴: ۳۱،۳۰

۱۳۔ القرآن ۳۲: ۵۹
۱۴۔ سنن ابی داؤد للامام ابی داؤد سلیمان فی الفتن ، دار احیاء التراث العربی بیروت ،باب ما یو مر به من غض البصر، ۳،۴۹، حدیث نمبر ۲۱۴۱
۱۵۔ ابوداؤد، باب ما یومر به من غض البصر، ۳،۴۹، حدیث نمبر ۲۱۴۲
۱۶۔ الدرایه فی تخریج أحادیث الهادیة ۲/۲۲۵، حدیث نمبر ۹۴۹، مکتبۃ رشیدیہ کوئٹہ
۱۷۔ سنن الدار قطنی، الامام علی بن عمر ابی الحسن الدار قطنی البغدادی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۸۶ھ
۱۸۔ شعب الایمان، احمد بن الحسین البیہقی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۰ھ، ۶/۱۵۶، حدیث نمبر ۷۷۹۶
۱۹۔ یعقوب بن اسحاق مسند ابی عوانہ ۱/۲۳۸ حدیث نمبر ۸۰۷ دار المعرفہ بیروت ۱۹۹۸ م
۲۰۔ ابن ماجہ ۱/۶۱۸ حدیث نمبر ۱۹۲۱
۲۱۔ مسلم ۴/۲۱۹۲، حدیث ۲۲۱۲۸.
۲۲۔ نصب الراية لاحاديث الهادية لعلى المرغينانى ، عبد اللہ بن یوسف الحنفی، ۶/۲۴۰، دار الحدیث مصر ۱۴۵۷ھ
۲۳۔ القرآن ۳۳: ۵۳
۲۴۔ القرآن ۲۴: ۲۳
۲۵۔ القرآن ۲۴: ۳۱
۲۶۔ البخاری ۲/۸۸۱ ، باب من کرہ القعود علی الصور)
۲۷۔ (۲۹۴ /۱ لمعجم الاوسط رقم ۔ ۲۰۲۰ باب من اسمہ ابراہیم)
۲۸۔ البخاری، باب المسك (۷/۹۶)، رقم: (۵۵۳۴)، ومسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب استحباب مجالسة الصالحين، ومجانبة قرناء السوء (۴/۲۰۲۶)، رقم: (۲۶۲۸
۲۹۔ لا يحل لرجل أن يخلو بها لأن فيه خوف الفتنة والوقوع فى الحرام – ۲(۷۱) دارالکتب العلمية) (/بدائع الضائع ۔کتاب الاستحسان ۷۲۲.
۳۰۔ الترمذی ابو عیسی سنن الترمذی ۔ باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة رقم ۲/۲۰۱۱،الناشر: دار الغرب الإسلامي، سنة النشر: ۱۹۹۶